

نظرات

ہر وہ کام جس کا تعلق فرد کی بجائے جماعت سے ہو اس کی تکمیل کے لئے جماعت کی صفوں میں اتحاد کا ہونا ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کو سمجھنے کے لئے کسی غیر معمولی فہم و بصیرت کی ضرورت نہیں۔ یہ بات کائنات کے مزاج میں رکھی گئی ہے اور روز مرہ زندگی کے معاملات میں بھی اس کا بآسانی تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ غلبہ قوت کا رہین منت ہے اور قوت کا راز اتحاد میں پوشیدہ ہے۔ خالق کائنات سے زیادہ اس نکتے کا علم اور کسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو دنیا کی امامت کا کام سونپا اور شہادت حق اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مشن پر مامور کیا (وَكذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا شٰهَدًا عَلٰی النَّاسِ - کنتم خیر امة اخرجت للناس تاملوں بالمعروف و تنہوں عن المنکر) تو اپنی کتاب میں اس نکتے کو نظر انداز نہیں کیا اور نہایت حکیمانہ انداز میں اس کی اہمیت واضح فرمادی۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران) واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم (انفال)

ان آیات میں نفیاً و اثباتاً اتحاد کی تلقین کے ساتھ بھوٹ اور نفاق کے انجام بد سے بھی خبردار کر دیا۔ یہ جتنا دیا کہ آپس میں لڑنے جھگڑنے سے تم کمزور ہو کر بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ لوگوں کے دلوں سے تمہاری سطوت کا رعب جاتا رہے گا۔ انجام کار تم دنیا میں غالب ہونے کے بجائے مغلوب ہو کر ذلت و مسکنت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے متعدد مقامات پر مختلف طریقوں سے ملت

بیضا کو یہ حقیقت ذہن نشین کرائی ہے۔ اور اللہ کے رسول نے بھی اپنے اقوال زریں میں اس نکتے کو بار بار دہرایا ہے تاکہ بات دلوں میں راسخ ہو جائے۔ ید اللہ علی الجماعۃ۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ من شد شد فی النار۔ جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

مسلمان جب تک اس نصیحت پر کار بند رہے، انہوں نے اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھا وہ آگے بڑھتے گئے، فتح و نصرت ان کے قدم چومتی رہی، عزت و سر بندی ان کا مقسوم ہوئی۔ لیکن جب انہوں نے اس سبق کو فراموش کر دیا ذلت و نکبت ان کا مقدر بن گئی۔

آج مسلمان تعداد کے اعتبار سے کتنے زیادہ ہیں، دنیا کے ایک وسیع رقبے پر ان کی آبادیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ چھوٹے بڑے درجنوں ملک ہیں جہاں مسلمان حکومتیں قائم ہیں۔ لیکن چونکہ ان میں مرکزیت کا فقدان ہے، وہ ایک رشتہ وحدت میں منسلک نہیں، اس لئے عالمی امور اور بین الاقوامی معاملات میں ان کی کوئی آواز نہیں۔ دنیا کی اصلاح و تعمیر میں کوئی موثر کردار ادا کرنا تو دور کی بات ہے ان کے لئے اپنے وجود کو برقرار رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ اس وقت دنیائے اسلام کی حالت ان خزاں رسیدہ پتوں کی سی ہے جو درخت سے الگ ہونے کے بعد ادھر سے ادھر مارے مارے پھرتے ہیں اور ہوا اپنی ٹھوکروں سے انہیں پامال کرتی ہے۔ جائے عبرت ہے کہ مومن فولاد سے خس و خاشاک بن گیا۔ آج شاید ہی مسلمانوں کا کوئی ملک ایسا ہو جو نام نہاد عالمی طاقتوں کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کی بازی گاہ نہ ہو۔ مسلمان سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں لیکن کچھ کرنے نہیں سکتے۔ وہ اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتے ہیں۔ حالات پر قابو پا کر حالات کا رخ موڑنے کے بجائے وہ حالات کے دھارے پر بہنے کے لئے مجبور ہیں۔ یہی مسلمان اگر آج متحد ہو جائیں تو دنیا کی ایک عظیم طاقت بن سکتے ہیں۔

اتحاد کی خواہش ہر دل کی آواز ہے۔ یکن اعاد خواہشوں اور نیک تمناؤں سے قائم نہیں ہوتا۔ اس کے لئے عمل، اقدام اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔ ان تمام عوامل کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا جو اتحاد کو پارہ پارہ کر کے تفریق و تقسیم کو جنم دیتے ہیں اور ایسے مثبت قدم اٹھانے ہوں گے جو اتحاد بین المسلمین کو فروغ دیں۔

اس امت کا سب سے پہلا کلمہ جامعہ لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ یہ ایک مختصر سا فقرہ ہے لیکن اس کے تقاضے اور مضمرات اپنی وسعت میں ناپیدا کنار ہیں۔ تفصیل میں جانے کا یہ محل نہیں چند نفظوں میں یوں سمجھنا چاہئے کہ اگر دنیا بھر کے مسلمان صبغة اللہ میں رنگ جائیں اور دوسرے تمام رنگوں کو دھو کر مٹادیں تو دیکھتے دیکھتے وہ ایسی سیسہ پلائی دیوار بن جائیں کہ اس زمانہ کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان سے ٹکرائے تو اس کا سر پاش پاش ہو جائے۔ مسلمانوں کے لئے دین ہی وہ رشتہ ہے جو انہیں وحدت کی لڑی میں پرو سکتا ہے۔ خون، رنگ، نسل، زبان اور وطن کے رشتے عمران بشری کے محدود دائروں میں ممکن ہے اتحاد و یکجہتی کی بنیاد بن سکیں لیکن اسلام جس عالمگیر اخوت پر اپنی اجتماعی تنظیم کرتا ہے اس میں ان حد بندیوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے دنیا کے مسلمان ان امتیازات سے بالاتر ہو کر اپنے اتحاد کو عالمگیر بنیادوں پر مستحکم کریں۔ اور یہ جی بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں۔

